فہرست مضامین

تعارف	۷
نوجوان نسل کی تربیت میں اہل تصوف کا کردار	
آپ نفسیاتی مسائل کا شکار تو نہیں	۸
نوجوان نسل کا خوداعتمادی کا بحران	۹
زندگی کا رخ متعین کرنے میں عشق ومحبت کا کردار	۱۰
روحانیت کیا ہے؟	۱۱
مراقبہ (میڈیٹیشن) کا اسلامی تصور	۱۲
نوجوان کا مادہ پرست قوتوں کے زیر اثر ہونا	۱۳
دل اور روح کی صلاحیتوں کی بیداری کے ثمرات	۱۴
کامیاب زندگی کے لئے تین چیزوں کی ضرورت	۱۵
ضمیر کی بیداری کے بغیر انسانیت کا نئے نئے بحرانوں سے دوچار ہونا	۱۶
تصوف کیا ہے	۱۷
تصوف کی مروجہ صورت اور حقیقی تصوف	۱۸
تصوف کا پس منظر	۱۹
حقیقی تصوف سے دوری اسباب ونتائج	۲۰
جعلی تصوف کوفروغ دینے کی کاوشیں	۲۱
اہل سیاست کوایک دوسرے کے لئے جذبات احترام کی ضرورت	۲۲
دولت کا جنون سکون قلبی کی بربادی کا ذریعہ	۲۳
ذہنی اورنفسیاتی بالیدگی کی صورتیں	۲۴
زندگی میں موجود زبردست خلا کو سمجھنے اور اسے پُرکرنے کی ضرورت	۲۵
قومی تعمیرنو کے کاموں کے لئے روحانی قوت کی ضرورت	۲۶
انسانیت کا باطنی بیماریوں میں جکڑ جانا	۲۷
قومی تعمیر کے کام کا نفس کو مہذب بنانے سے وابستہ ہونا	۲۸
بیداری ملت کے سلسلہ میں اہل تصوف کا کردار	۲۹
حقیقی اہل اللہ کی صحبت کے فوائد وثمرات ایک نظر میں	۳۱
سچی روحانیت کی طلب کے ختم ہوجانے کا المیہ	۳۳
ہرشخص کے نفس کا فرعون اور قارون بننا	۳۴
جدید دور میں تین نئے بتوں کی پوجا کا ہونا	۳۵
سچی روحانیت سے خوشی کے لازوال احساسات کیوں حاصل ہوتے ہیں سوال کے جواب	۳۶
مراقبہ کا اسلامی تہذیب کا اہم حصہ ہونا	۳۷
مادی مراقبہ اور اسلامی طریقۂ مراقبہ ایک موازنہ	۳۸
مراقبہ کیسے ہو؟	۴۰
مراقبہ کے لئے بعض احتیاطی تدابیر	۴۱
روحانی استاد کی ضرورت	۴۲

دل اور عقل کے درمیان کشمکش	۴۳
دل کی صلاحیتوں کی عدم بیداری کے المناک نتائج	۴۴
افراد اور قوموں کی زندگی پر دل کی سلامتی کے اثرات	۴۶
دولت کی محبت سے بچاؤ کی صورت	۴۸
اللہ کی محبت کا انسانی فطرت کا ناگزیر حصہ ہونا	۵۰
انانیت اور بڑے پن کی بیماری اور اس کے اثرات ونتائج	۵۱
جعلی تصوف ۔ ظاہری تصوف ۔ اور حقیقی تصوف	۵۲
حقیقی اہل تصوف کی کچھ علامتیں	۵۳
تواضع اور عاجزی کے بغیر سلیقہ انسانیت کا ہاتھ نہ آنا	۵۴
باطنی علم اور اس کی تشریح	۵۵
معرفت نفس اور معرفت رب کے علم کی ضرورت اور اس کی اہمیت	۵۶
علمی برتری وعلمی حجابات اور اس کے نتائج	۵۷
دین کی سلف صالحین کی پیش کردہ ترتیب کی اہمیت	۵۸
علم کے نام پر مفادات کی جنگ سے بچنے کی صورت	۶۰
مسلم نفسیات اور مغربی نفسیات (ایک نظر میں)	۶۱
مسلم نفسیات کے ماہروں کا طریقہ علاج	۶۲
جدیدیت سے مرعوبیت کی ایک دوسری صورت	۶۳
نوجوان نسل اپنی کمزوریوں پر کس طرح قابو پالے؟	۶۵
اللہ کی محبت یا دنیا کی محبت ایک ہی محبت کا انتخاب کرنا ہے	۶۶
نفسیات کی درستگی کے عمل کی بہتر صورت	۶۷
سیکھنے کے عمل کا صحبت سے وابستہ ہونا	۶۸
نوجوان نسل دوراہے پر اور اس سے نکلنے کی صورت	۶۹
کامیاب زندگی کے لئے اپنی پاکیزہ تہذیب سے وابستہ ہونا ناگزیر ہے	۷۱
علمائے ربانیین کی صحبت کی ضرورت	۷۲
وجدان کی گہرائیوں میں ڈوبنے کا عمل اور اس کے اثرات	۷۳
قوموں کی زندگی میں برپا فساد کی تہہ میں کارفرما سبب کی نشاندہی	۷۴
اسلام مذہب ہی نہیں مکمل نظام زندگی ہے	۷۵
دل کے ساتھ عقل کی سلامتی کی اہمیت	۷۶
عادت کی حفاظت کا اہتمام ہونا ناگزیر ہے	۷۷
اسلامی تہذیب اور روحانیت کے بغیر ریگستان میں پانی کی تلاش میں مارا مارا پھرنا	۷۹
اعتراضات کے ساتھ روحانیت کا سفر ممکن نہیں	۸۰
اصلاح نفس کی مختلف صورتیں	۸۲
ریاست کی اصلاح کی بہتر سے بہتر صورت	۸۴
اولاد کی اصلاح کی فکرمندی	۸۵
انسانی شخصیت میں فساد کے جراثیم اور ذکر کے ذریعہ ان کے قلع قمع کی صورت	۸۶
وقت کا چیلنج دردمند افراد کے غور وفکر کے لئے	۸۷

تعارف

نوجوان نسل کی تربیت میں

اہل تصوف کا کردار

ہماری جدید نسلیں اپنی تہذیب سے ہم آہنگ تربیت نہ ہونے کی وجہ سے بہت سارے مسائل ومشکلات کا شکار ہیں۔ ان مسائل ومشکلات کو اس طرح پیش کیا جا سکتا ہے (۱) طبیعت اور مزاج میں منفی اثرات کا غالب ہونا (۲) ذہنی دباؤ کا ہونا (۳) نفسیات میں بگاڑ کا پیدا ہونا (۴) بزرگوں کے آداب کا نہ ہونا اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر ان سے ترش روئی سے پیش آنا (۵)نرمی (جس میں خیر کے سارے اجزاء موجود ہیں) اس کے فقدان کا ہونا (۶) اپنی بات کو سلیقہ سے پیش کرنے کی صلاحیت سے محروم ہونا (۷) مادی حسن پر فدائیت کا ہونا (۸) اپنا زیادہ سے زیادہ وقت موبائل میں فیس بک وغیرہ پر گذارنا، (۹) دنیا کے حوالے سے بہت زیادہ حساس ہونا (۱۰) مزاج کے خلاف واقعات اور باتوں پر بے قابو ہوجانا (۱۱) دل کے خزانوں سے ناآشنا ہونا (۱۲) انسانی شخصیت میں روح کی فیصلہ کن اہمیت سے ناواقف ہونا، اس طرح روح کو اس کی اصل غذا دینے کی طرف متوجہ نہ ہونا (۱۳) پیٹ، جنس اور دنیا کی فکر کے علاوہ دوسرے افکار سے بے نیاز ہونا (۱۴) فطرت میں ودیعت شدہ پاکیزہ جذباتِ محبت سے ناآشنا ہونا (۱۵) مغرب کی مادی ترقی سے مرعوب ہونا، جب کہ ان کی اچھی چیزوں کو اپنانے سے طبعی مناسبت کا نہ ہونا (۱۶)حقیقی علم (جومعرفت نفس اور معرفت رب سے تعلق رکھتا ہے) اس کے حوالے سے بات سننے کے مزاج کا نہ ہونا (۱۷) حقیقی خوشی، مسرت اور حلاوت (جو دل اور روح سے تعلق رکھتی ہے) اس سے محروم ہونا (۱۸) مادیت اور مادی زندگی کو مسلط کرنے کی وجہ سے بے قراری کے انگاروں پر لیٹتے رہنا، (۱۹) دوستی کو نبھانے کی صلاحیت سے قاصر ہونا (۲۰) دوستی کے غلط ماحول کی وجہ سے اپنی شخصیت میں موجود خیر کی صلاحیتوں کو پامال کرنا وغیرہ وغیرہ۔

نوجوان نسل کا یہ بحران ایسا ہے جو ہماری ملت کے مستقبل کو تاریک بنانے اور غلامی کے بدترین درد کا باعث بن سکتا ہے، ملت کے دردمند افراد کو اس مسئلہ پر غوروفکر کرکے اس کے اسباب کا تعین کرنا پڑے گا اور نوجوان نسل کو اس بحران کے نکالنے کے سلسلے میں اپنے حصہ کا بھرپور کردار ادا کرنا پڑے گا۔

ہمارے نزدیک نوجوان نسل کو درپیش اس بحران میں جو اسباب کارفرما ہیں، ان میں سے

چند اسباب یہ ہیں۔

(۱) نظام تعلیم میں اپنی تہذیب سے ہم آہنگ تربیت کے نظام کا بالکل نہ ہونا، دوسرے الفاظ میں بے مقصد نظام تعلیم کا ہونا۔

(۲) مادیت کی ہمہ گیر مسموم فضا کا ہونا، جو ہر وقت جنسی جذبات کو بڑھکانے اور مقصد سے عاری فکر کو فروغ دینے کا موجب ہے۔

(۳) عقل اور عقلیت کے غلبہ کی وجہ سے بزرگوں کے ادب وآداب واحترام کے خاتمہ کا ہونا۔

(۴) حقیقی تصوف واہل تصوف اور نوجوان نسل کے درمیان دوری کی دیوار کا ہونا۔

(۵) دل اور روح کو مطلوبہ غذا دینے کے ادراک وشعور سے بے بہرہ ہونا۔

(۶) مادیت پرستی میں استغراق کی وجہ سے فطرت سلیمہ کے اجزاء کا بڑی طرح تک مجروح ہونا۔

(۷) اپنے تہذیبی تسلسل، اقدار اور اپنی تاریخ سے ناآشنا ہونا۔

(۸) مغربی تہذیب سے نہ صرف مرعوب ہونا، بلکہ اس تہذیب سے ذہنی اور وجدانی طور پر ہم آہنگی محسوس کرنا وغیرہ وغیرہ۔

ہم نے درج ذیل چھوٹے چھوٹے مضامین میں کوشش کی ہے کہ نوجوان نسل کو حکمت سے اپنے تربیتی وتہذیبی اقدار واداروں سے آشنا کیا جائے، دل اور روح کی سلامتی کی اہمیت سے واقف کیا جائے، اور انسانی شخصیت کو کنٹرول کرنے والی اصل قوت کے بارے میں ادراک پیدا کیا جائے، ہماری اس کوشش کو صحیح سمت میں ذہن سازی کی سعی بھی کہا جا سکتا ہے۔

آج کے دور میں جب کہ دل اور روح کے حوالے سے حقیقی محبت ومعرفت کے بارے میں بات سننے پر آمادگی نہ ہونے کے برابر ہے، ایسے حالات میں ہماری یہ کوشش ذمہ داری کی ادائیگی کی حیثیت رکھتی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس سعی کو نافع بنائے۔ (آمین)

۵ جنوری ۲۰۲۰ — **محمد موسیٰ بھٹو**

آپ نفسیاتی مسائل کا شکار تو نہیں

کیا آپ ذہنی دباؤ، فکری انتشار، نفسیاتی مسائل، اشتعال، جھنجھلاہٹ، عدم توازن، اور منفی نوعیت کے میلانات کا شکار ہیں؟ کیا آپ قلبی سکون، ذہنی طمانیت، ہر قسم کے حالات میں بہتر قوت فیصلہ اور روحانی حلاوت جیسی نعمتیں چاہتے ہیں، اگر ایسا ہے یعنی آپ منفی قوتوں سے نجات حاصل کرنے، روحانی پاکیزگی اور مثبت خیالات کے طلبگار ہیں تو اس کے لئے آپ کو فطری نوعیت کی باطنی صلاحیتوں کو بیدار کرنا پڑے گا، اس مقصد کے لئے ''بیداری ملت'' کے نام سے ویب سائیٹ پر ہماری کتابیں آپ کے لئے نہایت مفید اور معاون ثابت ہوں گی، روپیہ پیسہ خرچ کئے بغیر محض طلب، چاہت اور تھوڑا سا وقت دینے سے آپ جدید نوعیت کی ساری نفسیاتی الجھنوں اور مادیت کے پیدا کردہ مصائب، عزیز واقارب، کاروباری ساتھیوں، دوستوں اور اپنوں کی بے وفائی کے منفی احساسات اور ردعمل کی نفسیات سے چھٹکارہ پانے کی اہلیت حاصل کر سکتے ہیں۔

نوجوان نسل کا خوداعتمادی کا بحران

موجودہ دور میں مادیت کی عالمی لہر نے بالخصوص نوجوان نسل کے پاکیزہ خیالات واحساسات وجذبات کو زیر وزبر کر دیا ہے، جنسی جذبات کا ایک طوفان ہے، جو تھمنے کا نام نہیں لے رہا ہے، خواہشات نے ضروریات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کردیا ہے، اس کے نتیجے کے طور پر جہاں معاشرے میں ٹکراؤ اور تصادم کی فضا پیدا ہوگئی ہے، خاندانوں اور گھروں میں ناچاقیاں بڑھ گئی ہیں، وہاں اضطراب، گھبراہٹ، پریشانی، ہیجان خیزی، جذبات میں اشتعال، مایوسی، زندگی سے بیزاری اور ایک دوسرے سے نفرت جیسے بہت سارے مسائل بھی پیدا ہوگئے ہیں۔ اس طرح ہماری زندگی میں تیزی سے زہر سرایت کرتا جارہا ہے۔

یہ سارا بحران اس لئے پیدا ہوا ہے کہ مادیت اور روحانیت کے درمیان توازن کا دامن تھامنے میں ہمیں ناکامی حاصل ہوئی ہے، اس موضوع کے سارے پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کے لئے آپ ہماری ویب سائیٹ ''بیداری ملت'' ملاحظہ فرمائیں۔

ہمیں نوجوان نسل سے محبت ہے، ان کے مسائل، مصائب اور پریشانیاں ہماری اپنی پریشانیاں ہیں، ہمارا تجزیہ یہ ہے کہ بعض روحانی نوعیت کی مشقیں ایسی ہیں، جن کو اختیار کرنے سے ہم سارے بحرانوں سے نجات حاصل کرکے، ذہنی، قلبی اور روحانی تشفی، خوشی، حلاوت اور بے پناہ مسرت کی زندگی حاصل کر سکتے ہیں، اس کے لئے آپ کو صرف تھوڑا سا وقت دینا پڑے گا۔

زندگی کا رخ متعین کرنے میں
عشق ومحبت کا کردار

محبت اورعشق ایسی چیز ہے، جس سے زندگی کا رخ، اس کا مقصد اور اہداف متعین ہوتے ہیں محبت اورعشق صلاحیتوں، توانائیوں اور وقت کے استعمال کے سلیقہ سے آشنا کرتی ہے، فرد کو اپنی بیوی اور بچوں سے محبت ہوتی ہے، اس لئے وہ ان کے لئے آٹھ دس گھنٹے کا وقت نکالنے سے بھی نہیں ہچکچاتا، عشق ومحبت کی خاصیت ہی یہ ہے کہ وہ وقت، ذہنی اور جسمانی توانائیوں کو نچوڑنے کا ذریعہ بنتا ہے، لیکن انسان اپنی تخلیق کے اعتبار سے اس بات پر مجبور ہے کہ وہ مادی نوعیت کی جائز محبت کے ساتھ ساتھ پاکیزہ نوعیت کی محبت کے جذبات کی تسکین کا بھی انتظام کرے، جب ان دونوں محبتوں کے درمیان توازن قائم ہوگا تو فرد کے سارے جذبات حسن کی تشفی وتسلی کی صورت پیدا ہوگی۔

مادیت کے غلبے کی وجہ سے اس وقت ہم صرف مادی نوعیت کے عشق ومحبت سے آشنا ہیں، جس کی وجہ سے ہماری شخصیت اور ہماری زندگی کا توازن بگڑ گیا ہے۔ انسان جسم کے ساتھ ساتھ روح اور روحانیت سے بھی عبارت ہے، روح اپنی خالق ہستی سے محبت کے والہانہ رشتہ سے جڑا ہوا ہے، روح کو محبوب حقیقی سے والہانہ محبت کے اجزاء سے بہرہ ور کئے بغیر ہمارے محبت کے پاکیزہ جذبات کی تشفی ہرگز نہیں ہوسکتی، اس موضوع پر تفصیل کے لئے ہماری ویب سائیٹ ملاحظہ کیجئے۔

روحانیت کیا ہے؟

روح جوہری چیز ہے، اس کا مادہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، روح ہر وقت اپنی خالق ہستی کے بارے میں بے چین رہتی ہے، روح اپنی یہ بے چینی ذہن، نفسیات، اعصاب اور دل کی طرف منتقل کردیتی ہے، جس سے بہت ساری بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، جس طرح جسم کو صحتمند رکھنے کے لئے مناسب خوراک کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ روح کو خوراک کی ضرورت ہوتی ہے، روح کی یہ خوراک انوارحسن کے اجزاء سے بہرہ وری کی خوراک ہے، جس سے روح کے جذباتِ حسن کی تسکین ہوتی رہتی ہے، دوسری صورت میں روح بیمار ہوکر فرد کو موت کے سے حالات سے دوچار کردیتی ہے۔

جدید انسان کی بے شمار نفسیاتی، ذہنی اور وجدانی نوعیت کی بیماریوں کا بنیادی سبب ہی یہ ہے کہ روح کو اس کی مطلوبہ غذا دینے کی ضرورت کا احساس باقی نہ رہا ہے۔

سچی روحانیت کا عملیات، وظائف، کشف کرامات اورجعلی اہل تصوف کی رسومات سے کوئی تعلق نہیں ہے، سچی روحانیت یہ ہے کہ فرد کا اپنے حقیقی خالق سے تعلق قائم اور مستحکم ہوجائے، اس مقصد کے لئے بزرگوں کے ہاں کچھ روحانی نوعیت کی مشقوں کا اہتمام رہا ہے، جس سے روح پر طمانیت کی حالت طاری ہوتی ہے اور روح اپنے احساسِ طمانیت کے کچھ اجزاء دل، دماغ، نفسیات اور اعصاب کی طرف بھی منتقل کرتی ہے، جس سے انسانی شخصیت میں ٹھہراؤ، توازن اور اعتدال پیدا ہوتا ہے اور وہ سارے انسانی اوصاف پیدا ہونے لگتے ہیں، جوانسانیت کا خاصہ ہیں۔

مراقبہ (میڈیٹیشن) کا اسلامی تصور

دنیا میں مراقبہ (میڈیٹیشن) کے بہت سارے طریقے رائج ہیں ان سارے طریقوں سے نفسیاتی طور پر ضرور کچھ فوائد مرتب ہوتے ہیں، لیکن اسلام میں مراقبہ کا تصور، ایسا ہے جو انسان کے سارے جذباتِ حسن کے تشفی کے لئے کافی وشافی ہے اور شخصیت میں ٹھہراؤ اور پاکیزگی پیدا کرنے میں بھی غیر معمولی طور پر معاون ومددگار ہے۔

مراقبہ کا اسلامی طریقہ دراصل دل کی دنیا میں انقلاب برپا کرکے، شخصیت میں موجود ہر طرح کے تلاطم کو ختم کرتا ہے اور شخصیت کو بے قراری وبے چینی کے انگاروں سے نکال کر، خوشی ومسرت وحلاوت کے لازوال احساسات سے سرشار کرتا ہے۔

اس طرح اسلامی مراقبہ ایک نئے پاکیزہ اور سب سے محبت کرنے والے انسان کو جنم دینے کا ذریعہ بنتا ہے۔

مراقبہ سے شخصیت میں موجود حیرت انگیز قوتوں سے نہ صرف آشنائی ہوتی ہے، بلکہ ان قوتوں پر فتحیابی بھی حاصل ہونے لگتی ہے۔

موجودہ دور کے پیدا کردہ سارے مسائل، جس سے اس وقت انسان دوچار ہے، جن مسائل نے انسانی زندگی کو شدید بحران سے دوچار کیا ہے، ان سارے مسائل کا بنیادی سبب یہ ہے کہ جدید انسان نے اندر میں غوطہ زنی کرکے، رحمانی قوتوں تک رسائی حاصل کرنے کے کام سے انکار کی روش اختیار کی ہے، جس کی سزا کے طور پر انسان کو بے رحم مادی قوتوں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔

اقبال کا شعر ہے

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی

نوجوانوں کا مادہ پرست قوتوں کے زیر اثر ہونا

آج ہماری نوجوان نسل نہ چاہتے ہوئے بھی مادہ پرست قوتوں کی اثرات کی زد میں ہے اور مادے کی بے رحم طاقتیں ان کی زندگیوں کو زیر وزبر کررہی ہیں، مادی زندگی کو مقصود بنانے کے جو نتائج ظاہر ہورہے ہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) دنیا کی محبت اور حرص کی نہ ختم ہونے والی دوڑ کا شروع ہونا (۲) اشتعال اور جھنجھلاہٹ میں اضافہ کا ہونا (۳) زندگی سے مایوسی وبے زاری کا ہونا (۴) مادی حسن پر فریفتگی کا ہونا (۵) ذہن اور دل میں جنسی خیالات وجذبات کی ہیجان خیزی کا پیدا ہونا (۶) پاکیزہ صفات اور نیک اعمال سے کراہت وبے زاری کا ہونا (۷) مادہ پرست اور خواہشات کے اسیر دوستوں کی صحبت کا ہونا (۸) نشہ آور چیزوں کا سہارا لینے کی کاوشوں کا ہونا (۹) اخلاقات سے عاری زندگی کا ہونا (۱۰) ادب وآداب اور اپنی پاکیزہ اقدار سے دوری وغیرہ۔

یہ کتنے بڑے نقصانات ہیں، جو مادی زندگی کو مقصود بنانے کا لازمی نتیجہ ہیں، اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لئے دنیا کی یہ زندگی بھی تلخیوں اور دکھوں کا نمونہ اور باعث ہے تو آخرت کی زندگی بھی۔

اس طرح کی صورتحال میں مایوس ہونے کی قطعًا ضرورت نہیں ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس بحران سے نکلنے کے لئے اپنے اندر حقیقی طلب اور امنگ پیدا کریں اور مادیت اور مادہ پرستانہ ماحول اور نفس پرستی کی قوتوں سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے اپنے فکر ونظر کو تبدیل کریں اور اسے درست کریں، اس کے بعد روحانیت کی وہ مشقیں شروع کریں، جو نفسی اور مادی قوتوں پر رحمانی وملکوتی قوتوں کو غالب کرنے کا ذریعہ ہیں۔

یقین جانیں ایسا کرنے سے آپ نہ صرف مادیت اور نفسی قوتوں کے خلاف حصار باندھنے میں کامیاب ہوں گے، بلکہ آپ کو خوشی ومسرت کی نئی زندگی بھی حاصل ہوگی، نیز آپ اپنے عزیز واقارب، دوست واحباب اور معاشرے کے لئے باعث خیر وبرکت ثابت ہوں گے۔

دل اور روح کی صلاحیتوں
کی بیداری کے ثمرات

روحانی مشقیں جس سے شخصیت میں ٹھہراؤ اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے، یہ مشقیں ایسی ہیں جو روح کی ناگزیر ضرورت ہیں، روح اس کے بغیر مطمئن نہیں ہوسکتی اور روح کی طمانیت کے بغیر انسانی شخصیت مادیت کی بے رحم طاقتوں کی نذر ہوجاتی ہے، مادیت کی یہ بے رحم طاقتیں اسے نئی نئی اذیتوں، دکھوں، غموں اور ناپاکیزہ احساسات سے دوچار کرتی رہتی ہے۔

روح نے عالم امر میں اپنے محبوب حقیقی کا مشاہدہ کیا ہے، دنیا میں مادی نفس کی موجودگی میں اب وہ اسی طرح کے لازوال حسن کا مشاہدہ چاہتی ہے، ظاہر ہے مادی نوعیت کے نفس میں مقید ہونے کی وجہ سے اس زندگی میں اسے اس طرح کا مشاہدہ نہیں ہوسکتا، البتہ روح اور دل جو جوہری چیزیں ہیں، ان کی صلاحیتوں کی بیداری کے ذریعہ محبوب کے انوارحسن کی شعاؤں سے فیضیاب ہوا جاسکتا ہے، محبوب کے یہ انوارحسن ایسی چیز ہے، جس سے سارے ناپاکیزہ احساسات میں پاکیزگی پیدا ہوجاتی ہے، اور شخصیت ٹھہراؤ اور وقار کا نمونہ بن جاتی ہے، اس طرح فرد مادیت کے پیدا کردہ سارے اثراتِ بد اور فاسد جذبات سے محفوظ ہوکر، معاشرے کے لئے باعث خیر بن جاتا ہے۔

کامیاب زندگی کے لئے
تین چیزوں کی ضرورت

دنیاوی زندگی کو کامیاب، خوشگوار اور پاکیزہ بنانے کے لئے بالخصوص تین چیزوں کی ضرورت ہے، ایک مادیت اور نفسی قوتوں کی پیدا کردہ ظلمات یعنی تاریکی کے مقابلہ میں انوار الٰہی سے فیضیابی دوم مادی حسن پر فریفتگی کے بجائے معنوی اور حقیقی حسن کے اجزاء سے بہرہ وری سوم بے ہمتی اور بے حوصلگی کی قوتوں کا مقابلہ کرکے ہمت وحوصلہ اور توانائی کا حصول۔

یہ تینوں چیزیں ایسی ہیں، جو روحانی نوعیت کی بعض مشقوں سے پیدا ہوسکتی ہیں اور شخصیت کا احاطہ کرسکتی ہیں، ان روحانی مشقوں کا تعلق اللہ کے ذاتی اور صفاتی ناموں کے تکرار سے ہے، جس سے انسانی شخصیت انوار سے سرشار ہوجاتی ہے، معنوی حسن سے بھرپور ہوجاتی ہے، ہمت وحوصلہ اور توانائی کے اعتبار سے کئی گنا زیادہ توانائی کی حامل ہوجاتی ہے، جب یہ تینوں نعمتیں حاصل ہونا شروع ہوجاتی ہیں تو مادی اور نفسی قوتوں کوفرار ہونے پر مجبور ہونا پڑتا ہے اور ان کے اثرات سے بھی چھٹکارہ پانے میں کامیابی حاصل ہوتی ہے، روحانی مشقوں کا یہ سفر مشکل ضرور ہے، لیکن نفس کے دیو کومفتوح اور فرد کو مہذب بنانے کا بھی مؤثر طریقہ یہی روحانی مشقیں ہیں۔

اللہ کے ذاتی اور صفاتی ناموں کے تکرار سے بندہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے، جس کا ذکر ایک حدیث قدسی میں فرمایا گیا ہے کہ میں بندہ کا ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ کام کرتا ہے، میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔قرآن میں فرمایا گیا ہے **"فاذکرونی اذکرکم"** (تم مجھے یاد کروتو میں تمہیں یاد کروں)۔

ضمیر کی بیداری کے بغیر

انسانیت کا نئے نئے بحرانوں سے دوچار ہونا

اس وقت پوری انسانیت بڑے بحران کی زد میں ہے، یہ بحران معاشی بھی ہے تو اخلاقی وروحانی اور ضمیر کی مردگی کا بھی، ایک طرف عالمی سرمایہ دار نے انسانوں کے خون پسینے کی محنت کو نچوڑ کر مالدار سے مالدار تر بننے کی روش اختیار کی ہے، اس مقصد کے لئے جمہوریت اور حریت پسندی کا نقاب اوڑھ لیا ہے، دوسری طرف تیسری دنیا کے ممالک میں مقتدر اور مؤثر طبقات نے ملی بھگت کرکے، لوٹ مار کا ایسا سلسلہ شروع کر دیا ہے کہ دولت پانچ پرسنٹ افراد میں سمٹ کر رہ گئی ہے اور عام آبادی نانِ شبینہ کی محتاج ہوگئی ہے۔

بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ اس بحران سے نکلنے کے سارے راستے مسدود ہوگئے ہیں، اس لئے کہ یہ بحران دراصل انسانی حس کی مردگی اور ضمیر کے خاتمہ کا بحران ہے، نیز یہ حرص وہوس کے بے لاگ جذبات کا بحران ہے، جس پر بہتر سے بہتر قانون سازی اور بہتر سے بہتر عدالتی نظام سے بھی قابو نہیں پایا جا سکتا۔

جب تک ضمیر بیدار نہ ہو، فطرت سلیمہ کی حفاظت کا اہتمام نہ ہو، پاکیزہ روحانی صلاحیتوں کی ارتقا کی صورت پیدا نہ ہو، اس وقت تک اس بڑھتے ہوئے ہولناک بحران سے بچا نہیں جا سکتا۔

اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ تعلیم وتربیت کا ایسا نظام قائم اور رائج ہو، جس کے ذریعہ فرد کی سوئی ہوئی انسانی حس بیدار ہو، انسان کے اندر موجود ملکوتی قوتوں کو نفسی وجود پر غالب کرنے کا اہتمام ہو، یہ سارا کام ایسا ہے، جس کا تعلق باطن کی تبدیلی سے ہے، خارجی زندگی میں حقیقی تبدیلی داخلی تبدیلی ہی سے ہوسکتی ہے، اس کی دوسری کوئی صورت نہیں۔

تصوف کیا ہے

تصوف ''احسان'' کی صورت ہے، ''احسان'' کی تعریف حدیث جبریل میں یہ کی گئی ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو، گویا اللہ کو دیکھ رہے ہو، اگر ایسا نہیں ہوتا تو کم از کم یہ دھیان تو غالب ہو کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

تصوف، روحانی صلاحیتوں کو بیدار کرکے، فرد کی سیرت وکردار کی پاکیزہ بنیادوں پر تعمیر کا کردار سرانجام دیتا ہے، تصوف، دل اور روح کو نفسی قوتوں پر غالب کرکے، فرد کے جذبات واحساسات میں پاکیزگی پیدا کرتا ہے، تصوف کی ریاضتوں سے باطن کی وسیع دنیا کا مشاہدہ ہوتا ہے، اخلاص، للھیت وبے نفسی پیدا ہوتی ہے۔

تصوف کی ریاضتوں کی ایک اہم خاصیت یہ ہے کہ فرد کی دولت ودنیا کے بارے میں حساسیت ختم ہوجاتی ہے، جو ملے، اس پر راضی برضا رہنے اور صبر وشکر کی نفسیات پیدا ہوجاتی ہے اور مادی دنیا کے حوالے سے سارے ارمان سردمہری کا شکار ہوجاتے ہیں، دنیا سے بے نیازی استغنا، زہد اور فقر سے رغبت پیدا ہونے لگتی ہے۔

تصوف دو چیزوں سے عبارت ہے، ایک متقی اور صالح بزرگ کی صحبت اور ان سے رابطہ دوم اللہ کا ذکر۔ ان دونوں چیزوں کے نتیجے میں فرد میں رفتہ رفتہ مذکورہ صلاحیتیں وصفات پیدا ہونے لگتی ہیں، اس طرح مادیت کے حوالے سے پیدا شدہ سارے احساسات میں پاکیزگی آجاتی ہے۔

تصوف کی مروجہ صورت
اور حقیقی تصوف

مروجہ تصوف، دراصل حقیقی تصوف کی جعلی صورت ہے، مروجہ تصوف میں پیر صاحب عام طور پر ذکر وفکر کے مجاہدوں کے ذریعہ نفس پرستی کی قوتوں کو فنا کر کے، اس مقام پر فائز ہونے میں ناکام ہوتا ہے، جہاں دل، دنیا کی محبت، جذبہ شہرت اور بزرگ ہونے کی انانیت کے بتوں سے پاک وصاف ہوجاتا ہے، موجودہ دور میں تصوف نے عام طور پر خاندانی وراثت کی صورت اختیار کر رکھی ہے، حالانکہ حقیقی تصوف کا خاندانی وراثت سے کوئی تعلق نہیں، بزرگی کا سارا تعلق ذکر وفکر کے غیر معمولی مجاہدوں سے ہے، ان مجاہدوں کے ذریعہ سے اندر میں موجود حب جاہ، حب مال، حرص وہوس اور جذبہ شہرت پر مشتمل پورا بت کدہ ہے، جس کی ٹوٹ کا عمل جاری رہتا ہے، یہ بت خانہ آسانی سے نہیں ٹوٹتا، اس کے لئے طویل عرصے تک ذکر وفکر کے مجاہدوں سے کام لینا پڑتا ہے، جب یہ بت کدہ ٹوٹتا ہے تب دل کی دنیا آباد اور منور ہوجاتی ہے اور نفس امارہ، نفس مطمئنہ کے مقام پر فائز ہوجاتا ہے تو اس کے بعد کہیں جاکر خلافت اور بزرگی کا پروانہ ملتا ہے، اس میں مجاہدوں کے ساتھ ساتھ اللہ کے خاص فضل وکرم کو بھی عمل دخل ہوتا ہے، اللہ کو جس سے دوسروں کی تربیت کا کام لینا ہوتا ہے، اسے اس راہ پر چلا کر نفس کے مکر وفریب کی ہزارہا وارداتوں سے آشنا کر کے، اسے اس مقام پر فائز کرتا ہے۔

تصوف کا پس منظر

تصوف دراصل ہمارے تزکیہ وتربیت کا وہ ادارہ ہے، جو پچھلے چودہ سو سال سے کام کر رہا ہے، لاکھوں بزرگان دین نے اپنی زندگیاں مجاہدوں میں صرف کر کے پہلے اپنا تزکیہ کیا، اس کے بعد وہ دوسروں کی تربیت واصلاح کے کام میں مصروف رہے۔ ہماری دعوت واصلاح کی ساری تاریخ انہی بزرگان دین سے وابستہ ہے، ہم اگر اپنی تاریخ سے ان بزرگان دین کو نکال دیں تو ہماری تاریخ روشن مثالوں سے خالی ہوجائے گی، تصوف کے سارے سلسلوں کا باقائدہ شجرہ ہے، اس شجرہ کے مطابق یہ سلسلے حضرت ابا بکرؓ اور حضرت علیؓ کے ذریعہ حضور ﷺ تک پہنچتے ہیں۔

انوار کی منتقلی کا یہ سلسلہ ایک تسلسل سے بزرگان دین میں منتقل ہوتا آیا ہے، یعنی تصوف کے سارے سلسلوں کا مرکز حضور ﷺ کے نور نبوت کے اجزاء ہیں، ایک ہے علوم نبوت، دوسرا ہے نور نبوت، علوم نبوت سے ہمیں ساری زندگی کے لئے دین کی ظاہری تعلیمات ملتی ہے، نور نبوت سے باطن کی وسیع دنیا کی اصلاح وپاکیزگی ہوتی ہے، نیز فرد وافراد کے تہذیب نفس اور تزکیہ نفس کا عمل جاری رہتا ہے، نور نبوت حضور ﷺ نے اپنی صحبت کے ذریعہ صحابہ کرام میں منتقل فرمائے، صحابہ کرام نے اپنی صحبت سے تابعین کرام میں یہ انوار منتقل کئے، علوم نبوت اور نور نبوت مل کر ہی ایسا معاشرہ تیار کرتے ہیں، جو اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے ہمہ آہنگ معاشرہ ہوتا ہے جو مادیت پر ٹوٹ پڑنے کی بجائے بنیادی مادی ضروریات کے حصول تک اکتفا کرتا ہے، جو اللہ کی محبت کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے سے محبت کرتا ہے۔

حقیقی تصوف سے دوری

اسباب ونتائج

تصوف کی صحیح حقیقت، اس کی اصل نوعیت نہ سمجھنے اور کچھ جعلی اہل تصوف کی کثرت اور بدعات نے اور کچھ عقلیت کی تیز لہر نے تصوف واہل تصوف کو سخت نقصان پہنچایا ہے، اس کی وجہ سے ہوا یہ ہے کہ ایک تو عاملوں اور جعلی اہل تصوف نے حقیقی بزرگی کی صورت اختیار کی ہے، دوم یہ کہ عقلیت کی جدید تحریکوں کے زیر اثر اہل تصوف سے دوری کی صورت پیدا ہوئی ہے، اس کے نتیجے کے طور پر ایک تو حقیقی اہل تصوف کی خانقاہیں ویرانی کا منظر پیش کررہی ہیں، اس کا دوسرا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا ہے کہ ہمارا معاشرہ اخلاقی وروحانی طور پر ویرانی کا منظر پیش کررہا ہے، اور حالت یہ ہوگئی ہے کہ لگ بھگ ہر فرد زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرنے کے جنون میں مبتلا ہوگیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ ذہنی، نفسیاتی اور روحانی امراض نے معاشرہ کو جکڑ لیا ہے۔

یہ ساری المناک صورت ہمارے حقیقی خانقاہی نظام کے اجڑ جانے کی وجہ سے ہی پیدا ہوئی ہے، انگریز کی آمد سے پہلے ہمارا معاشرہ روحانی اعتبار سے کافی بہتر حالت میں تھا۔

اس سے دوسو سال پہلے تک حالت یہ تھی کہ اکابر بزرگوں سے اصلاح نفس کے حوالے سے لاکھوں افراد وابستہ تھے، اب صورت یہ ہے کہ عاملوں اور جعلی بزرگوں سے تو رجوع ہے، لیکن نفس کے دیو کو قابو کرنے کے سلسلہ میں حقیقی اہل اللہ سے رجوع نہ ہونے کے برابر ہے، یہ سب سے بڑا المیہ ہے، جو اس دور میں ہوا ہے، موجودہ دور میں فکر کا بحران ہو یا دل کی ویرانی ہو، یہ سب حقیقی خانقاہی نظام سے دوری ہی کا نتیجہ ہے۔

جعلی تصوف کوفروغ دینے کی کاوشیں

عالمی سرمایہ دار اس بات کے لئے کوشاں ہے کہ مسلمان ممالک بالخصوص پاکستان میں ایسا تصوف فروغ پذیر ہو، جس میں میلے ٹھیلے، راگ رنگ، ناچ، موسیقی اور صوفی شاعروں کے کلام سے دھما چوکڑی کی فضا قائم ہو، اس طرح کے تصوف کوفروغ دینے سے عالمی سرمایہ دار کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ اسلام کی اجتماعی زندگی سے متعلق تعلیمات بالخصوص معاشرتی، عائلی، جہاد اور حمیت دین سے متعلق تعلیمات پر ضرب کاری لگائی جائے، اس طرح لوگوں کو تصوف کے نام سے اسلام کی پاکیزہ دینی اور روحانی تعلیمات سے دور کر دیا جائے، اس مقصد کے لئے عالمی سرمایہ دار جعلی تصوف کوفروغ دینے کے لئے کروڑ ہا ڈالر خرچ کر رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارا تصوف یا ہماری روحانیت یا ہمارا مراقبہ، اسلامی تعلیمات اور افراد کے اسلامی مزاج کوفروغ دینے کا ذریعہ ہے، ہمارے تصوف اور مراقبہ کی خصوصیت ہی یہ ہے کہ فردوافراد جوں جوں مراقبہ میں آگے بڑھتے جائیں گے، اسی مناسبت سے اسلامی حمیت بیدار ہوتی جائے گی اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی استعداد پیدا ہوتی جائے گی، توحید میں رسوخ پیدا ہوتا جائے گا۔

تصوف یا مراقبہ کا ایسا تصور جس سے باطنی جذبات واحساسات میں پاکیزگی پیدا نہ ہو، اسلامی تعلیمات سے گہری وابستگی پیدا نہ ہو، یہ جعلی تصوف اور روحانیت کا جعلی تصور تو ہوسکتا ہے، حقیقی تصوف اور حقیقی روحانیت نہیں، اسلامی تعلیمات اور تصوف ایک دوسرے کے لئے لازم ملزوم ہیں، ان کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔

مذاہب کی وحدت کی موجودہ کوششوں کا ہدف اسلام کو نشانہ بنانا ہے اور اس مقصد کے لئے تصوف کو استعمال کرنے کی کاوشیں ہورہی ہیں، صوفی یونیورسٹی کا قیام یا صوفیانہ راگ ورنگ کی بڑے پیمانہ پر محفلوں کا اہتمام یہ سب انہی کوششوں کا حصہ ہے۔

اہل سیاست کو ایک دوسرے
کے لئے جذبات احترام کی ضرورت

ہماری سیاست، صحافت اور الیکٹرانک میڈیا نے جو صورت اختیار کی ہے،وہ بڑی تشویشناک ہے، یہ ادارے تو ایسے ہیں جو کسی بھی قوم وملت کی صحیح ذہن سازی اور تربیت کا ذریعہ ہوتے ہیں، جب کہ ہمارے یہ ادارے ایک دوسرے سے نفرت، کدورت، دوری ودشمنی پیدا کرنے، ایک دوسری کی کردارکشی، قوم کی صحیح بنیادوں پرتعمیر کی بجائے حالات، مسائل ومعاملات کے منفی پہلو کی پیشکش کا موجب ہیں۔

ہماری سیاست طویل عرصہ تک دولت کمانے، اقتدار پر زیادہ سے زیادہ عرصہ تک فائز رہنے اور منصب کے حصول کا ذریعہ رہی ہے، اس لئے اقتدار سے محروم اہل سیاست کی ساری کاوشیں حکمرانوں کو ان کے عہدوں سے معذول کرکے،خود حکمرانی پر فائز رہنے کے مرکز کے گرد گھومتی ہیں، ہماری صحافت اور میڈیا سیاستدانوں کی باہمی لڑائی کو مرچ مصالحہ لگا کر پیش کرتی ہے، جس سے جہاں قومی اتحاد مجروح ہوکر، انتشار کی صورت پیدا ہوتی ہے، وہاں قوم کی منفی بنیادوں پر ذہنی تربیت ہوتی ہے اور سیاسی گروہ بندی مستحکم سے مستحکم تر ہوتی ہے۔

ہمارے اہل سیاست کو وسعتِ نظری کا ثبوت دینا چاہئے اور دولت اور منصب کے حصول کی خاطر سیاست کو ایک دوسرے سے تصادم کا ذریعہ بنانے کی بجائے سیاست کے صحتمندانہ آداب کا سلیقہ سیکھنا چاہئے، اگر اہل سیاست اور حکمران ہی ایک دوسرے سے متصادم ہوں گے اور اس تصادم کو وظیفہ بنائیں گے تو قومی تعمیر کے منصوبے کیسے شرمندہ تعبیر ہوں گے، اس مقصد کے لئے زبان کو قابو کرنے کا طریقہ سیکھنا ہوگا، اپنے جذبات کے مظاہرہ کے لئے احتیاط سے کام لینا ہوگا، اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ دل میں ایک دوسرے کے لئے احترام کے جذبات موجود ہوں، ورنہ قوم کے اجتماعی شیرازے کے بکھرنے کا جوعمل جاری ہے، اس میں تیزی آتی جائے گی اور اجتماعی زندگی کی بہتری کی صورتیں مسدود ہوتی جائیں گی، اس طرح ہماری سیاست قوم کے لئے بڑا المیہ بن جائے گی۔

دولت کا جنون
سکون قلبی کی بربادی کا ذریعہ

ہمارے حکمرانوں، سرمائیداروں، بیوروکریٹس اور بڑے بڑے ڈاکٹروں اور نامور وکیلوں نے دولت کے انبار جمع کر لئے ہیں، اگر وہ اس دولت کے ایک حصہ ہی کی قربانی دیں تو ریاست پاکستان بیرونی قرضوں سے آسانی سے نجات حاصل کرسکتی ہے اور عام لوگوں کی معاشی حالات میں بہتری آسکتی ہے، لیکن بُرا ہو دولت کی محبت اور حرص وہوس کے بتوں کا کہ دولت جمع کرنے کا ایک جنون ہے، جو سارے مؤثر طبقات میں پیدا ہوگیا ہے، ان کی دیکھا دیکھی متوسط طبقہ بھی اسی راہ پر گامزن ہے۔

دولت کا مقصد تو ذہنی سکون اور قلبی سکون کا حصول ہوتا ہے، لیکن اگر ذہنی اور قلبی سکون ہی برباد ہوجائے اور اس دولت کو محفوظ رکھنے کی فکر اور دولت سے مزید دولت بنانے کا جنون غالب ہوجائے تو ایسی دولت کا کیا فائدہ؟ بلکہ حقیقت شناس فرد کی تو حالت یہ ہونی چاہئے کہ سکون کی بربادی کی قیمت پر اگر اسے دولت کے انبار مفت میں حاصل ہوجائیں تو اسے قبول کرنے سے انکار کرنا چاہئے۔

قلبی سکون اور دولت کے انبار ایک دوسرے کے متضاد ہیں، کثرت دولت جہاں بھی آئے گی، وہاں سکون برباد ہوگا، ویسے بھی انسان کی بنیادی ضروریات محدود ہیں، دو وقت کی روٹی، دوچار جوڑے کپڑے، سادہ مکان اور سادہ سواری، قلبی سکون کی دولت ایسی عظیم نعمت ہے کہ ساری دنیا کے خزانے خرچ کرکے بھی سکون کی یہ نعمت عظمیٰ حاصل نہیں ہوسکتی، کیا آپ قلبی سکون اور ذہنی سکون کی نعمت چاہتے ہیں، اگر جواب اثبات میں ہے تو آپ کو اللہ کے ذاتی اور صفاتی ناموں کے تکرار سے دل کی ویران دنیا کو منور، شاداب اور آباد کرنا چاہئے۔ اس سے آپ کو دنیا پرٹوٹ پڑنے کی نفسیات سے نجات ملے گی اور آپ اس دنیا میں ہی روحانی اور وجدانی طور پر جنت کے منظر سے محظوظ ہوں گے۔

ذہنی اور نفسیاتی بالیدگی کی صورتیں

ہر دور میں ہر فرد کو جن چیزوں کی سب سے زیادہ ضرورت رہی ہے، جس سے فرد کی بہتر طور پر ذہنی اور نفسیاتی بالیدگی کی صورت پیدا ہوتی ہے، ان میں صبر وشکر کی نفسیات ہے، تھوڑے پر راضی رہنے کا مزاج ہے اور اللہ کی نعمتوں پر شکر ادائیگی کے احساسات ہیں، دنیا پر حریص ہو کر اس پر ٹوٹ پڑنے سے انکار کی روش ہے، سادگی کے ساتھ زندگی گذارنے کا سلیقہ ہے، اپنی دولت میں محروم افراد کا حصہ رکھنے کا احساس ہے، معیشت، معاشرت، انتظامیہ وسیاست میں بہتر اور پاکیزہ کردار کا مظاہرہ ہے۔

یہ ساری چیزیں ایسی ہیں، جس سے روحانی تسکین، قلبی سکون اور ذہنی اطمینان حاصل ہوتا ہے، حرص وہوس کے بتوں سے نجات ملتی ہے، فطرت سے ہمہ آہنگی پیدا ہوتی ہے۔

بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ یہی خصوصیات اور نعمتیں ایسی ہیں، جس سے ہم محروم ہیں، ہمارے آباؤ اجداد ایک حد تک ان خصوصیات سے بہرہ ور تھے، اس لئے وہ مالی کشادگی نہ ہونے کے باوجود خوشی وراحت کی زندگی گزارنے میں کامیاب ہوئے، جب کہ ہماری حالت یہ ہے کہ ہم دنیاوی مستقبل کی فکرمندی کیلئے لرزاں وترساں ہیں۔

ضرورت ہے کہ ہم اہل اللہ جو ان خصوصیات سے بہرہ ور ہوتے ہیں، ان کی صحبت سے اپنے اندر یہ خصوصیات پیدا کریں۔

زندگی میں موجود زبردست خلا کو
سمجھنے اور اسے پُر کرنے کی ضرورت

آپ اگر غور کریں گے تو محسوس کریں گے کہ آپ کی زندگی میں زبردست خلا موجود ہے، زندگی میں یہ خلا ایسا ہے، جس کے ہوتے ہوئے آپ مثبت اور صحتمند سوچ کے حامل نہیں ہو سکتے اور آپ تعمیر کا کوئی بھی کام صحیح خطوط پر نہیں کر سکتے، زندگی میں موجود اس خلا کی علامتیں یہ ہیں اپنی اصلاح کی فکر کی بجائے دوسروں کی خامیاں تلاش کرتے رہنا اور ان پر تنقیدی نگاہ کا ہونا، تھوڑی تھوڑی بات پر ناراض رہنے کی نفسیات کا غالب ہونا، اختلاف کے وقت سلیقہ اور سنجیدگی کے فقدان کا ہونا، دوسروں سے مفادات وابستہ کرنا، دوسروں سے اپنی تعریف کی امید رکھنا، تعریف نہ ہونے پر ناراض ہونا، معیار زندگی کو بلند سے بلند کرنے کی آرزوؤں کا ہونا، انانیت کے مظاہرہ کا ہونا، خود پسندی اور خودرائی کی نفسیات کا حامل ہونا، اپنے سے زیادہ تجربات کے حامل افراد کے تجربات ومشاہدات سے استفادہ کرنے کی صلاحیت کا نہ ہونا، بزرگوں کے ادب وآداب وتکریم کی استعداد کا نہ ہونا، دولت کو عزت کا معیار قرار دینا، اپنی اولاد کی شادیوں کے مواقع پر لاکھوں روپے اڑا دینا، اس طرح دوسروں کے لئے غلط مثالیں قائم کرنا وغیرہ وغیرہ۔

زندگی میں یہ خلا ایسا ہے، جسے سمجھنے اور اسے پُر کرنے کی ضرورت ہے، یہ خلا دراصل روح کے طاقتور نہ ہونے کا خلا ہے، روح جو انسان کی اصل شخصیت ہے، وہ خلا میں نہیں رہ سکتی، اسے محبوب حقیقی کے انوار حسن کی خوراک چاہئے، اسے یہ خوراک ذکر وفکر کی روحانی مشقوں کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتی ہے، اس سے روح طاقتور ہونے لگتی ہے اور طاقتور روح سے پاکیزہ کردار کی نمود ہوتی ہے، ہماری زندگی میں موجود سارے خلا اسی سے پُر ہو سکتے ہیں۔

قومی تعمیر نو کے کاموں کے لئے

روحانی قوت کی ضرورت

تعمیر معاشرے کے بہت سارے کام ہیں جو ہماری توجہ کے محتاج ہیں اور جو ہمیں کرنے ہیں، مثلاً صحیح خطوط پر ذہن سازی کا کام ہے، یا محلّہ کی بنیاد پر محلّہ کے حساس افراد کو جمع کر کے، ان کے تعاون سے محلّہ کے محتاج، بے بس اور غریب افراد کی مالی معاونت کا کام ہے، یا غلط الزامات میں جو ہزاروں افراد جیلوں میں قید ہیں، ان کی اور ان کے پسماندگان کی مدد کا کام ہے، غریب افراد کے بچوں کی تعلیم کا کام ہے کہ اسکولوں کی فیس کی رقم نہ ہونے کی وجہ سے وہ تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں، اس طرح کے قومی تعمیر نو کے بہت سارے کام ہیں، جو ہمیں کرنے چاہئے، لیکن احساس ہونے کے باوجود یہ کام اگر نہیں ہوتے یا ہم ان کاموں کو سرانجام دینے کی ہمت وحوصلہ سے محروم ہیں تو اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ہم میں روحانی صلاحیت اور روحانی طاقت موجود نہیں ہے، فرد میں ہمت وحوصلہ اور تعمیر نو کے کرنے کا جذبہ روحانی طاقت ہی سے پیدا ہوتا ہے، نہ کہ محض علم اور معمولی نوعیت کے احساس سے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ قومی تعمیر نو کے کاموں سے پہلے سب سے زیادہ اپنی شخصیت کی پاکیزہ بنیادوں پر تعمیر اور نشو ونما کا کام ہے، جب روح قوی ہوجاتی ہے تو وہ شخصیت کو سماجی اور اجتماعی بہتری کے کاموں کے لئے اکسانے پر آمادہ کرتی ہے، روح کے قوی ہونے سے اس طرح کے کاموں کے لئے اخلاص، للھیت اور بے نفسی بھی آجاتی ہے تو بہتر سے بہتر اور نئی سے نئی تدابیر بھی سامنے آتی ہیں، ساتھ ساتھ اللہ کی مدد ونصرت بھی۔

اب سوال یہ ہے کہ روحانی طاقت کیسے پیدا ہو؟ روحانی طاقت کے لئے خودشناسی وخدا شناسی کی ضرورت ہے، جو اللہ کے ذاتی اور صفاتی ناموں کے تکرار اور روحانی نوعیت کی مشقوں سے پیدا ہوگی، ہمیں سب سے پہلے اس کام کو اہمیت دینا ہوگی، دوسری صورت میں ہم قومی تعمیر کے نام سے باتوں اور گفتگو برائے گفتگو سے آگے نہ بڑھ سکیں گے۔

انسانیت کا باطنی بیماریوں میں جکڑ جانا

اس وقت انسانیت کا سب سے بڑا مسئلہ باطنی نوعیت کی بُرائیاں ہیں، جس میں ہم سمیت پوری انسانیت جکڑ چکی ہے، قوموں اور معاشروں میں موجود فساد کا اصل سبب یہی باطنی نوعیت کی بیماریاں ہیں، ان بیماریوں میں حاسدانہ جذبات وحاسدانہ کارروائیاں بھی شامل ہیں تو تکبر، انانیت، بڑے پن اور فوقیت کے احساسات وجذبات بھی، ان بیماریوں میں دنیا سے فریفتگی کی حد تک محبت کے میلانات ورجحانات بھی شامل ہیں تو شہرت، خودنمائی اور ریا کے جذبات بھی۔

ہر انسان کی آزمائش کی خاطر اس کے نفس کی ساخت میں بُرائیوں کے یہ طاقتور جذبات رکھ دیئے گئے ہیں، آزمائش یہ ہے کہ فرد ان جذبات کو پامال کر کے نفس کو مہذب اور پاکیزہ بنانے میں کامیاب رہتا ہے یا ناکام۔

انسان کے ان جذبات کی حیثیت سمندر کی گہرائیوں کی سی ہے جس میں بہت ساری مخلوق رہتی ہے، جس میں مگرمچھ بھی شامل ہیں یا وسیع تر جنگل کی سی ہے، جس میں ہر طرح کے درندے رہتے ہیں، نفس کی وسیع دنیا میں بھی خونخوار درندے رہتے ہیں، جو اپنے جیسے انسانوں کے لئے سم قاتل ہیں، اس وقت سرمایہ دار ہو یا مالدار یا بڑے بڑے منصب پر فائز افراد، وہ مقامی سطح سے لے کر عالمی سطح تک اپنے جیسے انسانوں کے ساتھ جو سلوک اختیار کر رہے ہیں، دولت جمع کرنے کی خاطر ان کی جیبوں پر جس طرح ڈاکہ ڈال رہے ہیں، یا بھوک کی وجہ سے لوگوں کو خودکشی کرنے پر مجبور کر رہے ہیں، یہ اس بات کی واضح شہادت ہے کہ حب مال اور حب جاہ جیسی بیماریاں انسانیت کے لئے سم قاتل ہیں۔

ضرورت ہے کہ ان بیماریوں سے نجات حاصل کرنے اور نفس کی وسیع دنیا کے اندر موجود درندوں سے نفس کے جنگل کو صاف کر کے، نفس کو نفس مطمئنہ بنانے کے کام کو سارے کاموں پر ترجیح دی جائے، اسی سے انسانیت کی فلاح اور نجات وابستہ ہے۔

قومی تعمیر کے کام کا

نفس کو مہذب بنانے سے وابستہ ہونا

قومی تعمیر کے سارے کاموں کا تعلق نفس کو پاکیزہ اور مہذب بنانے سے ہے، اس کے بغیر قومی تعمیر کے کاموں میں خیر و برکت ہو، ملت کی حقیقی تعمیر کا کام ہو، افرادِ قوم کو سکون کی نعمت عظمیٰ حاصل ہو، افراد معاشرہ کے باہمی تعلقات میں محبت اور خوشگواری کا عنصر شامل ہو، اہل سیاست، اہل تجارت اور قومی زندگی کے سارے طبقات میں خیر سگالی کی فضا موجود ہو، ممکن نہیں۔

نفس کو مہذب بنانے کے کام کی اتنی فیصلہ کن اہمیت کے باوجود یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ ہمارا پورا نظام تعلیم تزکیہ نفس اور نفس کے اندر موجود قوتوں پر نہ تو بحث کرتا ہے اور نہ ہی نفس کے سدھارنے اور اس کی اصلاح کے سلسلہ میں کوئی کردار ادا کرتا ہے، ہماری سیاست کا بھی یہی حال ہے، جو سیاست قوم پر اثر انداز ہوتی ہے، وہ خود نفسیانیت اور اناؤں کے ٹکراؤ سے دوچار ہیں، ہماری صحافت اور الیکٹرانک میڈیا تو نفسی قوتوں کو طاقتور بنانے کا کردار ادا کرتی ہے۔

ان حالات میں قوم کی اصلاح ہو تو کیسے ہو، معاشرے میں موجود بڑھتے ہوئے فساد کی روک تھام ہو تو کیسے ہو؟

ضرورت اس امر کی ہے کہ سیاست، صحافت اور الیکٹرانک میڈیا سے وابستہ افراد اپنی روش پر نذر ثانی کریں اور قوم وملت کی حالت زار پر رحم کھاتے ہوئے سیاست، صحافت اور الیکٹرانک میڈیا کو قومی تعمیر کے حقیقی مقصد کے لئے استعمال کریں، یہ کام ایسا ہے جو ان کی منصبی ذمہ داری سے تعلق رکھتا ہے۔